133979 ـ باپ كى لاعلمى ميں دادا اپنى پوتى كى شادى نہيں كر سكتا

سوال

ايك لڑكى كا والد كسى دوسرے ملك گيا اور اس كے جانے كے بعد دادے نے لڑكى كى رضامندى كے بغير ہى شادى كر دى، اور والد كو بھى نہ بتايا، دادے كا خيال تھا كہ والد اس پر موافق ہے، ليكن جب والد كو علم ہوا تو اس نے اس شادى سے انكار كر ديا، اور اس سے طلاق لينے كا عزم كيا.
اور جب واپس آيا تو اس نے ارادہ بدل ديا اور لڑكى نے بھى اس شادى كو تسليم كر ليا، ليكن يہ شادى كے بہت طويل عرصہ كے بعد، كيا يہ عقد نكاح صحيح ہے، اور جو مدت وہ اكٹھے رہے اس كا حكم كيا ہے ؟
اور كيا دادے كو لڑكى كے باپ كے علم كے بغير لڑكى كى شادى كرنے كا حق حاصل ہے حالانكہ لڑكى اس شادى سے انكار بھى كر رہى ہو، اور اب جبكہ شادى كو كئى برس بيت چكے ہيں ان پر كيا لازم آتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نكاح كے ليے كچھ شروط ہيں ان كے بغير نكاح صحيح نہيں ہوتا:

ان شروط ميں خاوند اور بيوى كى رضامندى شامل ہے؛ اس ليے باپ اور نہ ہى كسى دوسرے ولى كو يہ حق حاصل نہيں كہ وہ عاقل و بالغ رشيدہ عورت كى اجازت كے بغير اس كا نكاح كر دے كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" شادى شدہ اپنے آپ كى ولى سے زيادہ حقدار ہے، اور كنوارى سے اس كے متعلق اجازت لى جائيگى، اور اس كى اجازت اس كى خاموشى ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (1421).

خنساء بنت خذام انصاريہ رضى اللہ تعالى عنہا بيان كرتى ہيں كہ وہ شادى شدہ (يعنى طلاق يافتہ يا بيوہ) تھيں تو ان كے والد نے ان كى پسند كے بغير شادى كر دى، چنانچہ وہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آئيں تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس كے نكاح كو رد كر ديا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5139).

اس لیے اگر عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح ہو تو یہ نکاح صحیح نہیں ہو گا.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نکاح صحیح ہونے کی شروط میں خاوند اور بیوی کا رضامند ہونا شامل ہے، اگر وہ دونوں یا کوئی ایک راضی نہ ہو تو نکاح صحیح نہیں ہوگا " انتہی

دیکھیں: فتاوی و رسائل محمد بن ابراہیم آل شیخ (10 / 64).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس مسئلہ میں راجح قول یہی ہے کہ والد اور کسی اور کے لیے حلال نہیں کہ وہ عورت کو کسی ایسے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کرے جس سے شادی کرنے پر راضی نہ ہو چاہے وہ کفو بھی ہو .

اس بنا پر آدمی کا اپنی بیٹی کو کسی ایسے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کرنا جس سے وہ شادی نہیں کرنا چاہتی حرام ہوگا، اور حرام نہ تو صحیح ہوتا ہے اور نہ ہی نافذ.

اس راجح قول کے مطابق والد کا اپنی بیٹی کا کسی ایسے شخص سے شادی کرنا جسے وہ نہیں چاہتی فاسد ہوگا اور عقد نکاح بھی فاسد ہوگا " انتہی مختصرا

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (10 / 129).

اور نکاح صحیح ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ:

عقد نکاح ولی یا اس کا وکیل کرے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2085) اسے ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود حدیث نمبر (1818) میں صحیح قرار دیا ہے.

عورت کا باپ اولیاء میں سب سے پہلے ہے اس لیے باپ کی موجودگی میں کسی اور ولی کے لیے باپ کی اجازت کے بغیر بیٹی کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (45513) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اس لیے اگر کسی دوسرے نے - دادا یا کسی اور نے - باپ کی رضامندی یا اس کے علم کے بغیر نکاح کر دیا تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ یہ نکاح ولی کی رضامندی کے بغیر ہوا ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ الموسوعة الفقهية (33 / 90) اور المغنی (7 / 21) کا مطالعہ کریں.

اس بنا پر ہونے والا یہ نکاح دو سبب کی بنا پر صحیح نہیں ہے:

ايك تو بیوی کی رضامندی نہیں تھی.

اور دوسرا یہ نکاح ولی کے بغیر ہوا ہے.

اس لیے اب جبکہ ولی اور عورت دونوں راضی ہو چکے ہیں ان پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ یہ نکاح دوبارہ کریں، اور اس لڑکی کا والد خاوند کو کہے کہ میں نے اپنی بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کیا اور خاوند کہے میں نے قبول کیا، اور اس میں دو گواہ بھی ضرور ہوں، تو اس طرح یہ غلط کام صحیح ہو جائیگا، اور اس عورت کا اس دوسرے صحیح نکاح پر مہر ہوگا، اور خاوند اور بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی مہر پر متفق ہو جائیں، چاہے وہ قلیل ہو یا کثیر، جبکہ عورت اس پر راضی ہو.

رہا مسئلہ وہ مدت جو انہوں نے اکٹھی گزاری ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی انہیں معاف فرمائیگا، اور اگر انہیں اس عرصہ میں اولاد بھی حاصل ہوئی ہے تو یہ اولاد شرعی ہے کیونکہ ان کے خیال میں یہ عقد نکاح صحیح تھا.

واللہ اعلم .